إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ

از جانبِ

سیدنا فاروقِ اعظم

رضي الله تعالي عنه وأرضاه عنا

از قلم:

مفتی محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

مبسملا وحامدا ومصليا ومسلما

عَلَى اللّٰہِ فِیْ کُلِّ الْاُمُوْرِ تَوَکُّلِیْ　　وَبِالْخَمْسِ اَصْحَابِ الْعَبَا تَوَسُّلِیْ

مُحَمَّدِ نِ الْمَبْعُوْثِ وَابْنَیْہِ بَعْدَہٗ　　وَفَاطِمَۃَ الزَّہْرَاءِ وَالْمُرْتَضٰی عَلِیّ

07 محرم الحرام 1443ھ / 16 مارچ 2021ء کو شہر سکھر میں کچھ مفسدین کی طرف سے سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی گستاخی کی گئی۔ اطلاع ملتے ہی بندہ (محمد چمن زمان نجم القادری) وہاں پہنچ گیا۔ بعد ازاں جامعۃ العین کے طلبہ واساتذہ بھی پہنچ گئے۔ سید رشید احمد شاہ صاحب اپنے رفقاء سمیت وہاں موجود تھے۔ اور جانشینِ رفیقِ ملت مفتی محمد عارف سعیدی صاحب، اور ان کے برادرِ خورد حضرت مولانا قاری ساجد صاحب اور دیگر حضرات بھی وہاں پہنچ گئے جن کی جانب سے پر امن احتجاج کیا گیا۔

لیکن "ملک و قوم" کے دشمنوں کو "احتجاج" کا "پر امن ہونا" پسند نہ آیا تو مفسدین کی جانب سے اہلِسنت پہ پتھراؤ شروع کر دیا گیا۔ جس کے نتیجے میں بندہ (محمد چمن زمان نجم القادری) بھی زخمی ہوا اور جامعۃ العین کے آٹھ دس طلبہ واساتذہ کو بھی چوٹیں لگیں۔ مفتی محمد عارف سعیدی صاحب بھی زخمی ہوئے اور دیگر شرکاء بھی زخمی ہوئے۔ ہماری اٹھارہ بیس گاڑیاں بھی توڑ دی گئیں۔

ہمیں نہ زخموں کی پرواہ ہے اور نہ ہی گاڑیوں کی۔۔۔ ہمیں تکلیف اس بات کی ہے کہ:

1) ملکِ پاکستان کے امن کو برباد کرنے کے لیے ایسا گھٹیا کھیل کھیلا جارہا ہے۔

2) سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی گستاخی کی جارہی ہے اور وہ بھی "اہلبیت سے محبت" کی آڑ میں۔

حالانکہ اہلبیتِ کرام سے جیسی عقیدت ومحبت سیدنا فاروقِ اعظم کی تھی، اس کی مثال نہیں ملتی۔

اس لیے بندہ نے سوچا کہ "خاندانِ رسول ﷺ سے عقیدت کے معاملے میں سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے کردار کی ایک جھلک" اپنے مسلمان بھائیوں کے سامنے رکھی جائے، جسے دیکھ کر مسلمان بھائیوں کو اندازہ ہو سکے کہ:

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ سے بغض وعداوت رکھنے والا ہرگز محبِ اہلبیت نہیں ہو سکتا۔ وہ ملک وقوم کا دشمن تو ہو سکتا ہے مگر اسے "حبِ آلِ رسول ﷺ" سے کوئی سروکار نہیں۔

اختصار کے پیشِ نظر صرف چند واقعات کو جمع کیا گیا ہے، ورنہ سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ کی صبح بھی "حُبِّ اہلبیت" میں ہوتی تو شام بھی "عقیدتِ آلِ رسول ﷺ" میں گزرتی۔

مالک کریم ملکِ پاکستان کو امن کا گہوارہ بنائے۔ گستاخانِ صحابہ وگستاخانِ اہلبیت ہر دو کے شر سے ملک خداداد کو محفوظ فرمائے۔

آمین

بحرمة النبی الامین (صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

09 محرم الحرام 1443ھ / 18 اگست 2021ء

سر کے بال بھی آلِ رسول ﷺ کی برکت سے ہیں:

ابو البختری کہتے ہیں کہ:

حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم منبر پر خطبہ دے رہے تھے تو جنابِ سیدنا امام حسین نے اٹھ کر فرمایا:

انْزِلْ عَنْ مِنْبَرِ أَبِي

میرے نانا کے منبر سے نیچے اتر آیئے!

حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم نے فرمایا:

مِنْبَرُ أَبِيكَ لا مِنْبَرُ أَبِي

یعنی یقیناً یہ منبر آپ کے نانا گرامی کا ہے، میرے باپ دادا کا ہرگز نہیں۔

پھر سیدنا عمر فاروق نے سیدنا امام حسین سے پوچھا:

آپ کو ایسا کہنے کا کس نے کہا؟

یہ سن کر حضرت سیدنا مولا علی اٹھ کھڑے ہوئے اور فرمانے لگے:

یہ بات انہیں کسی نے نہیں کہی۔

پھر سیدنا مولا علی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم نے سیدنا امام حسین کو ڈانٹا تو سیدنا عمر فاروق نے فرمایا:

انہیں کچھ مت کہو۔ انہوں نے سچ ہی تو کہا ہے، منبر ان کے نانا ہی کا تو ہے۔

(تاریخ دمشق 30/307)

طبقاتِ ابن سعد میں ہے کہ امام حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں:
میں نے سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا:

انزل عن منبر أبي واصعد منبر أبيك

میرے نانا کے منبر سے اتر جائیے اور جا کر اپنے باپ کے منبر پہ بیٹھیے۔
سیدنا عمرِ فاروق نے مجھ سے فرمایا:

إن أبي لم يكن له منبر

میرے باپ کا منبر نہیں تھا۔
پھر سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم نے مجھے اپنے ساتھ بٹھالیا۔ جب منبر سے اترے تو مجھے اپنے گھر لے گئے۔ مجھ سے فرمایا:
بیٹا! آپ کو یہ کس نے سکھایا ہے؟
میں نے جواب دیا: مجھے کسی نے نہیں سکھایا۔
حضرت عمرِ فاروق نے فرمایا:
بیٹا! آپ ہمارے پاس تشریف لایا کرو۔
سیدنا امام حسین فرماتے ہیں:
ایک روز میں سیدنا عمرِ فاروق کے پاس آیا تو وہ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تھے۔ حضرت عمرِ فاروق کے بیٹے جنابِ عبد اللہ دروازے پہ تھے لیکن انہیں اندر جانے کی اجازت نہ ملی۔ لہذا میں بھی واپس پلٹ گیا۔

اس کے بعد حضرت عمرِ فاروق سے میری ملاقات ہوئی تو آپ نے فرمایا:

آپ ہمارے پاس آتے نہیں؟

میں نے کہا: میں آیا تھا اور آپ حضرت معاویہ کے ساتھ تنہائی میں بیٹھے تھے۔ میں نے آپ کے بیٹے حضرت عبد اللہ کو واپس پلٹتے دیکھا تو میں بھی واپس پلٹ گیا۔

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

أنت أحق بالإذن من عبد الله بن عمر

آپ عبد اللہ بن عمر سے زیادہ اجازت کے حقدار ہیں۔

إنما أنبت في رءوسنا ما ترى الله ثم أنتم

ہمارے سروں پہ جو کچھ آپ دیکھ رہے ہیں، وہ رب نے اگایا پھر آپ نے اگایا۔

(الطبقات الکبری 1/ 394، 395)

مولا علی سے بغض ایذاءِ رسول صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّم کا باعث:

سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم کی موجودگی میں ایک شخص نے سیدنا مولا علی کے بارے میں کچھ نا مناسب بات کی تو سیدنا فاروقِ اعظم نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی قبرِ انور کی طرف اشارہ کرکے فرمایا:

تَعْرِفُ صَاحِبَ هَذَا الْقَبْرِ؟

کیا اس قبر والی ذات کو پہچانتے ہو؟

پھر فرمایا:

یہ ذاتِ والا: **محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب** (یعنی جنابِ عبد المطلب کے پوتے) ہیں۔

اور (حضرت علی) **علی بن ابی طالب بن عبد المطلب** (یعنی آپ بھی جنابِ عبد المطلب کے پوتے) ہیں۔

پھر فرمایا:

فَإِنَّكَ إِنْ أَبْغَضْتَهُ آذَيْتَ هَذَا فِي قَبْرِهِ

تو اگر تمہیں حضرت علی سے بغض ہے تو تم رسول اللہ ﷺ کو ان کی قبر میں تکلیف دے رہے ہو۔

(فضائل الصحابۃ لاحمد بن حنبل 1089، تاریخِ دمشق 42/519)

مولا علی کی مودت ہر کمال کے لیے شرطِ لازم:

سعید بن مسیب کہتے ہیں کہ سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

وَاعْلَمُوا أَنَّهُ لَا يَتِمُّ شَرَفٌ إِلَّا بِوِلَايَةِ عَلِيِّ بْنِ أَبِي طَالِبٍ عَلَيْهِ السَّلَامُ وَمَوَدَّتِهِ

جان لو کہ کوئی شَرَف مکمل نہیں ہوتا مگر مولا علی کی ولایت اور آپ کی مودت سے۔

(المجالس العشرۃ الآمالي للحسن الخلال 07)

خاندانِ رسول ﷺ کا وسیلہ:

حضرت جابر بن عبد اللہ رضی اللہ تعالی عنہما سے مروی ہے کہ:

عامِ رمادہ (17 ہجری) کو ہمیں قحط سالی آن پہنچی۔ ہم نے بارش کی دعا کی لیکن بارش نہیں ہوئی۔ پھر بارش کی دعا کی پھر بھی بارش نہ ہوئی۔ پھر بارش کی دعا کی لیکن بارش نہ ہوئی تو سیدنا عمرِ فاروق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا:

لأستسقين غدا بمن يسقيني الله

کل میں ان کے وسیلے سے بارش کی دعا کروں گا جن کی برکت سے اللہ جل وعلا مجھے بارش عطا فرمائے گا۔

لوگوں نے کہا:

کس کے وسیلے سے؟ مولا علی، امامِ حسن، امامِ حسین کے وسیلے سے؟

جب صبح ہوئی تو سیدنا عمرِ فاروق سیدنا عباس کے دروازے پہ جا پہنچے اور دروازہ بجایا۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: کون؟

حضرت عمرِ فاروق نے فرمایا: عمر

سیدنا عباس نے فرمایا: کیا کام ہے؟

حضرت عمر نے فرمایا: باہر تشریف لایئے تاکہ ہم آپ کے وسیلے سے اللہ جل وعلا کی بارگاہ میں بارش کی دعا کریں۔

سیدنا عباس بن عبد المطلب نے فرمایا: آپ بیٹھیں۔

پھر سیدنا عباس بن عبد المطلب نے خاندانِ بنی ہاشم کی جانب پیغام بھیجا کہ سب لوگ وضو کر کے اور اچھے کپڑے پہن کر آئیں۔

جب سب لوگ آ گئے تو سیدنا عباس بن عبد المطلب نے ان کے لیے خوشبو نکالی اور انہیں لگائی۔

پھر باہر تشریف لائے تو سیدنا علی المرتضیٰ کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کو اپنے آگے سامنے رکھا، امامِ حسن دائیں جانب، امامِ حسین بائیں جانب، باقی خاندانِ بنی ہاشم پیچھے۔

پھر سیدنا عمرِ فاروق سے فرمایا: ہمارے بیچ کوئی دوسرا نہ ملایئے۔

پھر سیدنا عباس بن عبد المطلب جائے نماز پہ آئے۔ اللہ جل وعلا کی حمد و ثنا کی اور عرض کی:

اے اللہ! تو نے ہمیں تخلیق فرمایا اور ہمیں بنانے سے پہلے ہمارے اعمال کو جانتا ہے۔

تیرے ہمارے بارے میں علم نے تجھے ہمیں رزق دینے سے منع نہ فرمایا۔ جیسا تو نے ہم پر پہلے فضل فرمایا اب بھی ہم پہ فضل فرما۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ ہم ابھی وہاں سے ہٹے نہ تھے کہ بادل چھا گئے اور ہمارے گھروں کو پہنچنے سے پہلے ہم بھیگ گئے۔

یہ دیکھ کر سیدنا عباس بن عبد المطلب نے پانچ بار فرمایا:

میں مُسْتَقِیّ (جس کی دعا پہ پانی عطا کر دیا جاتا ہے) ابنِ مُسْتَقِیّ ہوں، میں مُسْتَقِیّ ابنِ مُسْتَقِیّ ہوں، میں مُسْتَقِیّ ابنِ مُسْتَقِیّ ہوں، میں مُسْتَقِیّ ابنِ مُسْتَقِیّ ہوں، میں مُسْتَقِیّ ابنِ مُسْتَقِیّ ہوں۔

(تاریخِ دمشق 26/361،362)

حضور ﷺ کے چچا کا اکرام:

ابنِ شہاب زہری کہتے ہیں کہ:

حضرت ابو بکر صدیق پھر حضرت عمرِ فاروق اپنے اپنے دورِ ولایت میں ان میں سے جس کی بھی حضرت سیدنا عباس بن عبد المطلب سے ملاقات ہوتی۔ اگر حضرت ابو بکر یا حضرت عمر سوار ہوتے تو سواری سے نیچے اتر آتے اور حضرت عباس کے ساتھ پیدل چل پڑتے، یہاں تک کہ حضرت عباس اپنے گھر پہنچ جاتے۔

(تاریخِ دمشق 26/374)

علامہ ابن عبد البر نے ذکر کیا کہ:

سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم اور سیدنا عثمانِ ذو النورین کے پاس سے جب بھی حضرت عباس بن عبد المطلب کا گزر ہوتا، اگر حضرت عمر اور حضرت عثمان سواری پر سوار ہوتے تو سیدنا عباس بن عبد المطلب کے احترام میں نیچے اتر آتے، یہاں تک کہ سیدنا عباس بن عبد المطلب وہاں سے گزر جاتے۔

(الاستیعاب 2/814)

خاندانِ رسول ﷺ سب سے پہلے:

حضرت سیدنا امام محمد باقر فرماتے ہیں کہ جب سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے دیوان ترتیب دینا چاہا تو لوگوں سے مشورہ لیا:

بِمَنْ تَرَوْنَ أَنْ أَبْدَأَ؟

تمہارا کیا خیال ہے کہ میں کس سے شروعات کروں؟

آپ سے کہا گیا:

ابْدَأْ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ بِكَ

اپنے قریب والوں سے شروع کریں، پھر ان کے قریب والوں سے۔

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

بَلْ أَبْدَأُ بِالْأَقْرَبِ فَالْأَقْرَبِ بِرَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

(اپنے قریبیوں سے نہیں) بلکہ میں رسول اللہ ﷺ کے قریبیوں سے شروع کروں گا اور پھر ان کے قریبیوں سے۔

(مسند الشافعی ص326)

خاندانِ رسول ﷺ کو وظائف میں تفضیل:

حضرت سیدنا عمرِ فاروق نے اپنے دورِ خلافت میں جب وظائف مقرر فرمائے تو بدری صحابہ کے لیے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔ اور رسول اللہ ﷺ کی ازواجِ مطہرات رضی اللہ تعالی عنہن کے لیے بارہ بارہ ہزار مقرر فرمائے۔ اور سیدنا عباس بن عبد المطلب کے لیے بھی رسول اللہ ﷺ کی قرابت کی وجہ سے بارہ ہزار مقرر فرمائے۔

حضرت اسامہ بن زید کے لیے چار ہزار اور سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین رضی اللہ تعالی عنہما کے لیے رسول اللہ ﷺ سے قرابت کی وجہ سے پانچ پانچ ہزار مقرر فرمائے۔

جبکہ اپنے بیٹے حضرت عبد اللہ بن عمر کے لیے تین ہزار۔

حضرت عبد اللہ بن عمر نے عرض کی:

حضرت اسامہ کے لیے چار ہزار اور میرے لیے تین ہزار کی کیا وجہ ہے؟ حالانکہ ان کے والد کی کوئی ایسی فضیلت نہ تھی جو آپ کو حاصل نہ ہو اور نہ جنابِ اسامہ کی کوئی ایسی فضیلت ہے جو مجھ میں نہ ہو؟

سیدنا عمرِ فاروق نے فرمایا:

إِنَّ أَبَاهُ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَبِيكَ وَهُوَ كَانَ أَحَبَّ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ مِنْكَ

ان کے والدِ گرامی تیرے باپ کی نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ محبوب تھے اور وہ خود یعنی اسامہ بن زید تمہاری نسبت رسول اللہ ﷺ کو زیادہ پیارے تھے۔

(مسند البزار 1/407، شرح معانی الا آثار 5434)

حسنینِ کریمین اولاد سے بھی پہلے:

حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ تعالی عنہما فرماتے ہیں کہ:

حضرت عمرِ فاروقِ اعظم سیدنا امام حسن اور سیدنا امام حسین سے محبت فرماتے تھے اور

آپ دونوں کو اپنی اولاد پر ترجیح دیا کرتے تھے۔

(جواہر العقدین 174)

امیر المؤمنین کی چادر پہ مولا علی جلوہ گر:

ایک روز سیدنا عمرِ فاروق نے حضرت مولا علی کو نہ پایا تو پوچھا:

حضرت علی کہاں ہیں؟

بتایا گیا: وہ اپنی زمین پہ گئے ہیں۔

حضرت عمر نے حاضرین سے کہا: میرے ساتھ چلو۔

سب لوگ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجھہ الکریم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ کام میں مصروف ہیں۔ سب لوگوں نے (بشمول سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم جو اس وقت امیر المؤمنین تھے) حضرت علی کے ساتھ کام میں لگ گئے۔ کچھ دیر کام کرنے کے بعد بیٹھ کر باتیں کرنے لگ گئے۔

حضرت مولا علی نے سیدنا عمرِ فاروق سے فرمایا:

اے امیر المؤمنین! اگر آپ کے پاس بنی اسرائیل کی کوئی قوم آئے اور ان میں سے کوئی شخص آپ کو کہے کہ میں حضرت موسی کا بیٹا ہوں تو کیا آپ اسے باقیوں پر ترجیح دیں گے؟

حضرت عمر نے فرمایا: ہاں۔

سیدنا مولی علی نے فرمایا:

تو اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کا بھائی اور ان کا چچازاد ہوں۔

یہ سنتے ہی سیدنا عمرِ فاروق نے اپنی چادر اتاری اور اسے بچھا کر فرمایا:

اللہ کی قسم! جب تک ہم اکٹھے ہیں آپ اس چادر کے اوپر بیٹھیں گے۔

پھر جب تک سب لوگ وہاں موجود رہے سیدنا مولا علی چادر پر تشریف فرما رہے۔

(جواہر العقدین174)

کیونکہ علی میرے مولا ہیں:

حضرت عمرِ فاروق سے لوگوں نے کہا:

آپ سیدنا علی المرتضی کرم اللہ تعالی وجہہ الکریم کے ساتھ وہ سلوک کرتے ہیں جو باقی صحابہ کے ساتھ نہیں کرتے۔(اس کی کیا وجہ ہے؟)

حضرت عمر نے فرمایا:

وہ میرے مولا ہیں۔

(تاریخِ دمشق42/235،سمط النجوم العوالی3/36،جواہر العقدین174)

علی میرے اور ہر مؤمن کے مولا ہیں:

دو دیہاتی اپنا جھگڑا حضرت عمر کے پاس لے کر آئے تو حضرت عمر نے سیدنا مولا علی سے

فرمایا:

ان کے بیچ فیصلہ کر دیجیے۔

حضرت علی نے فیصلہ کر دیا تو ایک نے (ازراہِ حقارت) کہا:

یہ ہمارے بیچ فیصلہ کریں گے؟

جیسے ہی حضرت عمر نے اس کا یہ جملہ سنا تو جلدی سے اٹھ کر اس کا گریبان پکڑ لیا، پھر فرمایا:

تم جانتے ہو کہ یہ کون ہیں؟

هذا مولای و مولی کل مؤمن, و من لم یکن مولاه فلیس بمؤمن

یہ میرے بھی مولا ہیں اور ہر مؤمن کے مولا ہیں۔ اور جس کے یہ مولا نہیں وہ مؤمن ہی نہیں۔

(جواہر العقدین 175، الریاض النضرۃ 3/128)

قارئینِ ذی قدر!

سیدنا فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ کی مبارک حیات کے یہ چند واقعات صرف بطورِ نمونہ ذکر کیے ہیں۔ ورنہ آپ کی حیاتِ طیبہ آلِ رسول ﷺ سے محبت وعقیدت کے واقعات سے بھری پڑی ہے۔

اور فقط سیدنا فاروقِ اعظم ہی نہیں، دیگر صحابۂ کرام کی زندگیوں میں بھی آلِ رسول ﷺ سے محبت وعقیدت کے وہ عظیم واقعات ہیں جو سونے کے پانی

سے لکھے جانے کے لائق ہیں۔ لیکن صد افسوس ان نام نہاد مدعیانِ محبتِ آلِ رسول ﷺ پر جو "بغضِ صحابہ" کو "حبِ اہلبیت" کا نام دے کر اس دنیا کے امن کے دشمن بنے بیٹھے ہیں۔

اللہ کریم جل وعلا سے دعا ہے کہ ان جھوٹے مدعیانِ محبتِ اہلبیت کے شر سے اہلِ اسلام کو نجات عطا فرمائے۔

آمین

بحرمة النبی الامین

علیه وعلی آله الصلوة والتسلیم

محمد چمن زمان نجم القادری

رئیس جامعة العین ۔ سکھر

09 محرم الحرام 1443ھ / 18 اگست 2021ء